رسول اکرمؐ کا معجزۂ کلام

ڈاکٹر سید اسعد گیلانی

اسلام کی انقلابی دعوت کے لیے حضورؐ کے پاس ایک موثر ہتھیار موجود تھا۔ یہ حضورؐ اکرم کا نطق مبارک تھا۔ یہ معجزہ آپؐ کا اپنا کلام تھا۔ آپؐ کے کلام کی مٹھاس کی خوبی، اس کی جامعیت اور اس کا اعجاز ایجاز دلوں کی دنیا اور عالم احساس میں زبردست ارتعاش پیدا کر دیتا تھا۔ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے کلام کا ایک ایسا سلیقہ عطا فرمایا تھا جو دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا اور پھر انہیں سکون و اطمینان کی دولت دے کر اپنے خالق حقیقی کی طرف راغب کر دیتا تھا۔

حضورؐ کی باتوں میں عجیب تاثیر تھی۔ اس تاثیر کی حلاوت، شیرینی، دلپذیری، دلربائی، دلفریبی دلکشی، دلبستگی اور دلاویزی کا کوئی جواب نہ تھا۔ حضورؐ کی بات میں مٹھاس ہی مٹھاس تھی۔ حضورؐ کی بات میں کشش ہی کشش تھی۔ ویسے تو حضورؐ کی شخصیت ہی دلکشی کا مرقع تھی لیکن جب اس حسین و جمیل اور مجسمہ رعب و جلال شخصیت کی زبان مبارک سے کوئی کلام نکلتا تھا تو جیسے نور کا ایک فوارہ پھوٹ پڑتا تھا۔ جیسے سماعت کی شیرینی کا دھارا بہہ نکلتا تھا۔ جیسے خوشبو کا جھونکا آجاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ انسان کی گفتگو ہی اس کی ساری شخصیت اور اس کے اخلاق و اطوار کی نمائندگی کرتی ہے۔ اور شخصیت ہی انسان کے اندر سے بولتی ہے۔ اور حضورؐ کی شخصیت تو رحمت عالم تھی۔ آپ کی زبان سے جو بات نکلتی وہ بات کلام حبیب خدا ہوتی تھی۔ آپ کی گفتار گفتار رسول تھی۔ ظاہر ہے کہ آپ کے کلام و گفتار کا کسی عام انسان کے کلام سے کیا مقابلہ و موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

جب حضورؐ بات کرتے تو جیسے آپ کے منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ آخر جو دہن قرآن پاک جیسے چشمہ صافی کا دہانہ قرار پایا ہو اس کی خوبی و لطافت کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کلام کوئی مجرد شے نہیں، بلکہ اس کے پیچھے بولنے والی ہستی کا کردار، اخلاق، شخصیت، مرتبہ اور علم و

فضل ہوتا ہے۔ کلام کے موضوعات' انتخاب' مضمون' ترتیب' الفاظ و ترکیب' فقرات' آواز اور لہجہ ـــــ یہ ساری چیزیں خود بولنے والی شخصیت کا پایہ اور وزن بیان کر دیتی ہیں۔

حضورؐ ایک ایسی متوازن دعوت زندگی کے حامل تھے جس میں کوئی افراط و تفریط نہ تھی۔ اس دعوت میں وہ سب کچھ موجود تھا جو اعتدال کے ساتھ انسان میں مطلوب ہے۔ اس میں دنیا و آخرت کا حسن و توازن موجود تھا۔ تزکیۂ ذات و اجتماع' اصلاحِ فرد و معاشرہ' انفرادیت کی خوبیاں اور اجتماعیت کی ضروریات' اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور دوسروں کے دکھوں میں شرکت اور ان کا مداوا' سب کی شادی میں مسرت اور غمی میں حزن و ملال' دلنواز تبسم بھی اور رقت کے آنسو بھی' سنجیدگی کے ساتھ مزاح' نصیحت کے ساتھ مدد' اور علم کے ساتھ عمل ـــــ حضورؐ کی زندگی' نمونے کی مثالی زندگی تھی۔ اس لیے آپ کا کلام متوازن ترین کلام تھا۔ جس دہن سے قرآن نکلتا اور انسانوں کو مبہوت کر دیتا تھا' اسی دہن سے پیغمبرانہ کلام نکلتا اور دلوں کی ویران بستیوں کو گل و گلزار اور ذہنوں کی بجھتی شمعوں کو پر نور کر دیتا تھا۔

حضورؐ کا واسطہ ہر قسم کے انسان سے تھا۔ آغازِ دعوت کے بعد حضورؐ غارِ حرا کے نہیں بلکہ دنیا جہاں کے لیے مبلغ بن کر نمودار ہوئے تھے۔ آپ دن رات تبلیغ کے سلسلے میں لوگوں سے بات چیت کرتے تھے۔ دین کی معلومات لینے والے ساتھی' استفسارات کرنے والے اجنبی' مزاحمت کرنے والے کفار' مخالفت کرنے والے مشرکین' الزامات و اتہامات لگانے والے دشمن' دیہاتی گنوار اور شہر کے دوکاندار' تاجر' مزدور' قبائل کے سردار' شاعر' خطیب' غرض ہر رنگ کا آدمی آپ سے ملتا اور بات کرتا تھا' اور آپ کو ان سب قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا۔

آپؐ طویل باتیں کرتے تو اپنا وقت ضائع کرتے اور تبلیغِ دین کا راستہ کھوٹا ہوتا۔ الجھ جاتے تو دین کا راستہ الجھ جاتا۔ ناراض ہوتے تو لوگ منتشر ہو جاتے۔ گھبرا جاتے تو لوگ مزید پریشانی پیدا کر دیتے۔ لوگوں کو منہ نہ لگاتے تو تبلیغ نہ ہو سکتی' اور دین کا کام رک جاتا۔ ہر شخص سے اس کی حیثیت' ذہنی صلاحیت اور معاشرتی سطح کے مطابق بات نہ کرتے تو لوگوں کے لیے بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا۔ لوگوں کے ذاتی مسائل سے دلچسپی نہ لیتے تو لوگ بد دل اور مایوس ہو کر بکھر جاتے۔ تیز تیز گفتگو کرتے تو ہدایت کی بنیاد گہری نہ ہو سکتی' اور لوگوں کے لیے بات کا سمجھنا اور اسے دل میں بٹھانا اور اسے یاد کر کے حرزِ جاں بنانا مشکل ہو جاتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضورؐ اکرمؐ کے کلام کو بھی اس ضرورت اور کام کے مطابق بنایا تھا جس ضرورت اور کام کے لیے حضورؐ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جس طرح حضورؐ کی ہر چیز' ہر بات' ہر حرکت' ہر ادا' اور ہر

صلاحیت' نبوت و رسالت کے لیے موزوں ترین تھی اور خالقِ کائنات کا یہ انتخاب سراسر برحق تھا' اسی طرح حضورؐ کا کلام بھی کلامِ نبوت تھا اور اس کارِ تبلیغ و رسالت کے لیے آپ موزوں ترین متکلم تھے۔

گفتگو میں حضور ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ اس ٹھہراؤ میں خوبصورتی' رعنائی اور دلنوازی ہوتی تھی' تاکہ لوگ ایک ایک لفظ سن لیں' سمجھ لیں' یاد کر لیں' اور اگر کچھ پوچھنا ہو تو سوچ سمجھ کر موقعہ پر پوچھ لیں۔ حضورؐ کے الفاظ منتخب اور موزوں ترین ہوتے' نگینوں کی طرح جڑے ہوئے' جن کو ان کی جگہ سے ہلایا نہ جا سکتا تھا۔ حضور کا لہجہ دھیما ہوتا' جس میں رحمت' شفقت' محبت اور بزرگی کی ملاوٹ ہوتی۔ کوئی دشمن بھی آپ کی بات سنتے ہوئے کاٹنے کی جرات نہ کرتا تھا۔ آپ اپنے مخالف کو پورے اطمینان سے بات کرنے کا موقعہ دیتے' اور اس کی بات اس وقت تک پوری توجہ اور انہماک سے سنتے رہتے جب تک وہ اپنی بات بیان کرنا چاہتا۔ پھر جواباً" اپنی بات بھی آپ نہایت اطمینان سے کہتے' لیکن مختصر ترین الفاظ میں تاکہ سننے والا بے دھیان نہ ہو جائے' گھبرا نہ جائے یا سلسلہ بیان بھول نہ جائے۔ سہل بیانی' اختصار اور جامعیت' یہ حضورؐ کی گفتگو کا محوری سانچہ ہوتا۔ حضور کی ساری گفتگو انہی اخلاقی اور نفسیاتی اصولوں کا اہتمام لیے ہوئے ہوتی۔ حضور کی گفتگو کی اس حسین انفرادیت نے آپ کی بات کو بے حد مؤثر و دلنشین اور ناقابل فراموش بنا دیا تھا۔ ہر شخص حضورؐ سے گفتگو کرتے ہی آپ کی گفتگو کے اس حسن کو محسوس کرتا اور اس سے متاثر ہوتا تھا۔

حضورؐ کی گفتگو میں ادب کی چاشنی' مثال کی دلچسپی' الفاظ کی خوبی اور سہولت فہم کی آسانی موجود ہوتی تھی۔ مخاطب آپ کی بات سنتے ہی پوری طرح متوجہ ہو جاتا تھا۔ دنیا بھر کی زبانوں میں اقوالِ زریں' ادبِ عالیہ کی وہ قسم ہے جو خوبصورت ترین الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ تجربات زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اس کا ایک ایک جملہ زندگی کی داستانیں بیان کر دیتا ہے۔ ایسے اقوال کا ایک ناصحانہ جملہ بھی بعض اوقات پوری کتاب زندگی کا کام دیتا ہے۔ حضورؐ کے کلام میں یہ خصوصیت تھی کہ آپؐ کا پورا کلام ہی بالعموم اقوالِ زریں کا عمدہ ترین نمونہ ہوتا تھا۔ آپؐ کی بات سننے والا ہر شخص آپؐ کے ایک ایک لفظ کو جمع کر کے حرزِجاں بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔ جس طرح کوئی شخص پھول کو پا لینے کے بعد اسے پھینک دینا پسند نہیں کرتا' جس طرح کوئی جوہری لعل و گہر کو پالینے کے بعد اسے ضائع کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا' اسی طرح ایک با اخلاق اور باذوق انسان عمدہ کلامِ حکمت کا ایک جملہ بھی پا لینے کے بعد اسے بھول جانا پسند نہیں کرتا۔ یہی وجہ

ہے کہ قرآن کے علاوہ حضورؐ کے صحابہؓ نے حضورؐ کے ارشادات کو بھی اچھی طرح یاد رکھا' اور محنت سے محفوظ کیا۔ حضور کے جامع اقوالِ زریں جوامع الکلم کہلاتے ہیں۔ جو حیرت انگیز ادبیت اور معنویت کے حامل ہیں۔ مثلاً حضرت علیؓ نے حضور اکرمؐ سے آپؐ کے مسلکِ زندگی کے بارے میں سوال کیا۔ حضورؐ نے جو اس کا تاریخی جواب دیا وہ حکمتِ انسانی کا جامع ترین نمونہ' اور ادبیت و معرفتِ الٰہی کا منفرد شاہکار ہے' فرمایا۱۔

☆ عرفان میرا سرمایہ ہے۔
☆ عقل میرے دین کی اصل ہے۔
☆ محبت میری بنیاد ہے۔
☆ شوق میری سواری ہے۔
☆ ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے۔
☆ اعتماد میرا خزانہ ہے۔
☆ حزن میرا رفیق ہے۔
☆ علم میرا ہتھیار ہے۔
☆ صبر میرا لباس ہے۔
☆ رضائے الٰہی میری غنیمت ہے۔
☆ عجز میرا فخر ہے۔
☆ زہد میرا روزگار ہے۔
☆ یقین میری قوت ہے۔
☆ صدق میری سفارش ہے۔
☆ جہاد میرا کردار ہے۔
☆ طاعت میری پناہ ہے۔
☆ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

آپ کا ایک اور کلام صحاح ستہ میں درج ہے۲۔ جو مختصر' سادہ' پر صداقت' معانی کا خزانہ اور ہدایت کا گنجینہ ہے۔ اس کے معانی اور تاثیر پر غور کیجئے' فرمایا:
خبردار' بدگمانی سے بچو جو جھوٹی بات ہے۔ نہ عیب جوئی کرو اور نہ تجسس کرو۔ جھگڑے اور حسد سے بچو' باہمی بغض نہ رکھو۔ نہ غیبت کرو۔ اللہ کے بندو' بھائی

بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہ کرے۔ نہ اسے حقیر سمجھے۔ مسلمان کا مال' خون اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ صورتوں اور جسموں کو نہیں دل کو دیکھتا ہے۔

حضورؐ کی دعوت کا نمونہ دیکھیے۔ فرمایا

حاضرین' میں تم سب کے لیے دنیا و آخرت کی بہبود لے کر آیا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ عرب بھر میں کوئی شخص بھی اپنی قوم کے لیے اس سے بہتر اور افضل کوئی شے لایا ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تم سب لوگوں کو اس کی دعوت دوں۔ بتاؤ تم سے کون میرا ساتھ دے گا؟۔

یہ مختصر ترین' لیکن نہایت جامع' ہمدردانہ اور مشفقانہ اولین دعوتی تقریر تھی۔ اس میں اپنے مخاطبین کی ہمدردی' بھلائی اور بہبودی کا پورا پورا اور گہرا جذبہ پایا جاتا ہے۔

اس کے بعد دوسرے موقع پر آپؐ نے شہر کے عام باشندوں کو صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر بلایا۔ جب وہ آئے تو سب سے پہلے ان سے اپنے کردار اور اخلاق کی تصدیق کروائی۔

آپ نے فرمایا'

"لوگو' تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو"؟

عام لوگوں نے پکار کر کہا'

"ہم آپ کو امین اور صادق جانتے ہیں۔ ہم نے آپ سے کوئی بیہودہ بات کبھی نہیں سنی"۔

پھر آپ نے (جواب میں) فرمایا'

"اچھا دیکھو' میں پہاڑی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو اس پہاڑ کے اِدھر بھی دیکھ رہا ہوں اور اُدھر بھی میری نظر جاتی ہے اب اگر میں یہ کہوں کہ مجھے ڈاکوؤں کا ایک مسلح گروہ نظر آرہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم یقین کرو گے"۔

لوگوں نے پکار کر کہا'

"بے شک ہم یقین کریں گے' آپ راستباز بھی ہیں اور بلند جگہ پر بھی کھڑے ہیں"۔

حضورؐ نے فرمایا'

"اچھا تو پھر میں کہتا ہوں کہ اب تم یہ بھی یقین کر لو کہ موت ہم سب کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اور سب کو خدا کے سامنے حاضر ہونا اور اپنا حساب دینا ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں اور عالمِ آخرت کو بھی ویسے ہی دیکھ رہا ہوں جیسے تم اس دنیا کو دیکھ رہے ہو"۔

یہ مختصرترین' سہل ترین پیرائے میں اسلام کی دعوت تھی جس میں ہربات کو سمیٹ کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس میں دعوے کے ساتھ دلیل بھی موجود ہے۔ یہاں حضورؐ نے اپنے کردار کو نبوت کے دعوے کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور لوگوں نے اس معجزۂ نبوت کا اقرار کیا ہے جو چالیس سال سے ان کے سامنے موجود تھا اور جو اُجلا ہی اُجلا تھا اس میں کوئی اخلاقی داغ موجود نہ تھا۔ حضور کا کلام جہاں تھوڑے سے الفاظ میں معانی کے سمندر بیان کر دیتا ہے وہاں آسانی' سادگی اور لطافت میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔

ایک شخص' عمر بن عتبہ نے حضور سے کچھ سوالات کیے' اور حضور نے ان کے مختصر ترین جوابات دیے۔ یہ ایک ایسا دلنشین انٹرویو ہے جس کے مطالعہ سے علم و آگہی کے در کھل جاتے ہیں ۳۔

○ اس کام میں (ابتدا") کون آپ کے ساتھ تھا؟

☆ ایک مردِ آزاد (ابوبکر) اور ایک غلام (حضرت بلال)۔

○ اسلام کیا ہے؟

☆ پاکیزہ گفتار اور حاجتمندوں کو کھانا کھلانا۔

○ ایمان کیا ہے؟

☆ صبر اور سخاوت۔

○ کس کا اسلام افضل ہے؟

☆ "اس شخص کا جس کے ہاتھ اور زبان کی زیادتیوں سے مسلمان محفوظ رہیں"۔

○ "کیسا ایمان افضل ہے"؟

☆ "جس کے ساتھ پسندیدہ اخلاق پایا جائے"۔

○ "کیسی نماز افضل ہے"؟

☆ "جس میں دیر تک عاجزی سے قیام کیا جائے"۔

○ "کیسی ہجرت افضل ہے"؟
☆ "ایسی کہ تم ان چیزوں سے کنارہ کش ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کو ناپسند ہیں۔"
○ "کیسا جہاد افضل ہے"؟
☆ "اس شخص کا جس کا گھوڑا میدان میں مارا جائے اور وہ خود بھی شہادت پائے"؟
○ "کون سی گھڑی (عبادت کے لیے) افضل ہے؟"۔
☆ "رات کا پچھلا پہر"۔
○ کسی شخص نے پوچھا "دوزخ تک پہنچانے والی کونسی چیزیں ہیں"۔
☆ حضورؐ نے فرمایا "منہ اور شرمگاہ"۔

حضورؐ نے ایک تقریر فرمائی جس کا ایک ایک فقرہ موتیوں کی لڑی اور ایک ایک لفظ لعل و جواہر ہے۔ حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا'

"سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے۔ سب سے زیادہ قابلِ اعتماد چیز تقویٰ کی بات ہے۔ بہترین ملت ابراہیم کی ملت ہے۔ بہترین کام وہ ہیں جو قرآن سے ثابت ہوں اور بد ترین کام بدعات ہیں۔ سب سے بہتر طریقہ انبیا کا ہے اور سب سے عزت کی موت شہادت ہے۔ بد ترین بے بصیرتی ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ بہترین عمل وہ ہے جو نفع بخش ہو اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ بد ترین اندھا پن دل کی کوری ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ تھوڑی چیز اگر کافی ہو تو اس وافر سے بہتر ہے جو غفلت پیدا کرے۔ بد ترین معذرت موت کے وقت کی معذرت ہے اور بد ترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ بعض لوگ جمعہ کو دیر سے آتے ہیں اور ان کے دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔ سب گناہوں سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے اور بہترین تونگری دل کی بے نیازی ہے۔ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ دانائی کی بنیاد خدا کا خوف ہے۔ دلنشین باتوں میں بہترین چیز یقین ہے۔ شک کفر کی ایک شاخ ہے۔ نوحہ جاہلیت کا کام ہے۔ مالِ غنیمت میں چوری جہنم کا ایندھن ہے۔ شراب کی بدمستی گناہوں کا ذخیرہ ہے۔ شعر ابلیس کا حصہ ہے۔ بد ترین غذا یتیم کا مال ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو نصیحت حاصل کرے اور بد بخت وہ ہے جو شقی ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے' اس کے ساتھ قتال کرنا کفر ہے اور اس کی غیبت کرنا نافرمانی ہے۔

اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔ جو کسی کا عیب چھپاتا ہے خدا اس کے عیب چھپاتا ہے۔ جو معافی دیتا ہے اسے معافی دی جاتی ہے۔ جو غصے کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے۔ جو چغلی کو پھیلاتا ہے خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔ جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے جو بلا ضرورت قسمیں کھاتا ہے اللہ اسے جھوٹا کر دیتا ہے اور جو شخص مغفرت طلب کرتا ہے اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔ ۴؎

حضورؐ سے قیامت کے آثار کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

"جب مالِ غنیمت کو دولت قرار دیا جائے۔ جب امانت کو ضائع کیا جائے۔ جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ جب علم کی تحصیل دنیا کھانے کے لیے ہو' جب مرد عورت کی اطاعت کرنے لگے۔ جب ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی ہونے لگے۔ جب آدمی باپ سے دور اور دوستوں کے قریب ہونے لگے۔ جب مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جب قوم کے فاسق قوم کی سرداری کرنے لگیں۔ جب قوم کا بدترین شخص قوم کا لیڈر بن جائے۔ جب کسی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جائے۔ جب گانے اور باجے عام ہو جائیں۔ جب شرابوں کے علانیہ دور چلنے لگیں۔ جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر طعن کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو آندھیوں اور زلزلوں کا' زمین کے دھنسنے اور صورتوں کے مسخ ہونے کا' پتھروں کی بارش اور اللہ کی جانب سے ایسی پے در پے آفات کا جس طرح تسبیح ٹوٹ گئی ہو اور دانے یکے بعد دیگرے گر رہے ہوں۔ ۵؎

اس طرح حضورؐ نے قیامت کے دن سایۂ عرشِ الٰہی کو حاصل کرنے والے سات افراد کا ذکر کیا۔ حضورؐ کی اس وصیت میں ایک جہانِ نصیحت پوشیدہ اور نیک عملی کا درس موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "جب سایۂ الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنے سائے تلے جگہ دے گا۔

☆ وہ جوان جس نے اللہ کی بندگی اور اطاعت میں نشوونما پائی۔

☆ وہ شخص جو مسجد سے نکلتا ہے تو اس کا دل مسجد میں ہی اٹکا رہتا ہے۔

☆ وہ دو شخص جنہوں نے محض خدا کے لیے آپس میں محبت کی' جمع ہوئے یا جدا ہوئے تو اسی بنیاد پر۔

☆ وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا تو خشیت الٰہی سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔
☆ جس نے اللہ سے ڈر کر بدکاری سے اجتناب کیا۔
☆ اور وہ شخص جس نے یوں صدقہ دیا کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوئی۔

حضورؐ کو گھمنڈ کرنے والے، بڑے بول بولنے والے، شیخی باز اور فحش گو پسند نہ تھے۔ حضورؐ کے کلام میں حُسن، فروتنی، حکمت، شگفتگی، نصیحت، پاکیزگی اور خوش خلقی کے اجزا پائے جاتے تھے اور یہی اجزا ہیں جو مخاطب کے دل کو موہ لیتے ہیں۔ حضورؐ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کی قرآنی ہدایت کے مطابق لوگوں سے حسن تکلم سے پیش آتے تھے اور یہی پُرحکمت حسنِ تکلم حضورؐ کی وہ لسانی قوت تھی جس کی زد میں آنے کے بعد مخاطب آپؐ کو آسانی سے جھٹلانے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ سعید فطرت لوگوں نے ہمیشہ آپ کو دیکھ کر ہی کہہ دیا کہ "یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا"۔ لیکن جب کوئی حضورؐ کی مجلس میں بیٹھتا یا آپ کی بات سنتا اور آپؐ سے مخاطب ہوتا' تب وہ حقیقی معنی میں حضورؐ کی قوتِ خطابت سے آگاہ ہوتا تھا۔ آغازِ دعوتِ اسلامی میں بستی کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے آپؐ نے ایک بار فرمایا'

> "قافلے کا نگہبان کبھی اہلِ قافلہ کو غلط خبر نہیں دیا کرتا۔ خدا کی قسم اگر (بفرض محال) میں اور سب لوگوں سے غلط بات کہنے پر آمادہ بھی ہو جاتا تو تم سے کبھی کوئی غلط بات نہ کہتا۔ اور اگر دوسروں کو ہلاکت کے خطرے سے دوچار بھی کر دیتا تو تم کو تو کبھی ہلاکت کے خطرے سے دوچار نہ کرتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں تمہاری طرف خصوصاً" اور پھر دیگر انسانوں کی طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ بخدا تم کو ایک روز لازماً مرنا ہے۔ جیسے کہ تم سوتے ہو اور پھر مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے جیسے کہ تم نیند سے بیدار ہو جاتے ہو۔ تم سے لازماً" تمہارے اعمال کا حساب لیا جانا ہے اور تمہیں بھلے کا بھلا اور برے کا برا بدلہ ضرور ملنا ہے۔ پھر یا تو ہمیشہ کی جنت ہوگی یا ہمیشہ کی دوزخ ---------- سن لو' میں تمہارا خیر خواہ ہوں"۔ ۶۔

اس طرح حضورؐ نے نہایت خوبی کے ساتھ اہلِ مکہ کو ہمدردی' محبت' شفقت اور اعتماد کے رنگ میں دنیا و آخرت کے مسائل سے آگاہ کیا اور انہیں ان کے فرائض یاد دلائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کے کردار جیسے قیمتی سونے کے ساتھ قرآن جیسے قیمتی لعل و جواہر کا

اضافہ اتنا عظیم سرمایہ اور دعوتِ اسلامی کا اتنا زبردست مؤثر انقلابی اسلحہ تھا جس کا کوئی توڑ نہ تھا۔ پھر اس کے ساتھ حضورِ اکرمؐ کے پُر تاثیر کلام نے اس انقلابی قوت و توانائی کو مزید چار چاند لگا دیے تھے' اسی لیے حضورؐ کامیاب ترین مبلغ اور داعی تھے۔

۱۔ کتاب الشفا از قاضی عیاض

۲۔ رحمتہ اللعالمین جلد سوم ۱۳۹۔۱۳۸

۳۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان

۴۔ مسند احمد بن حنبل عن الحابیہ

۵۔ ترمذی

۶۔ جمہرہ الخطب

بقیہ: حکمتِ مودودیؒ

طرح بیج سے درخت کے پیدا ہونے اور پھل پھول لانے میں کافی دیر لگا کرتی ہے۔ اسی لیے سطحی مزاج کے لوگ اس سے اُکتاتے ہیں۔ بخلاف اس کے دوسری چیز جلدی اور آسانی سے پیدا کر لی جاتی ہے۔ جیسے ایک لکڑی میں پتے اور پھل اور پھول باندھ کر درخت کی سی شکل بنا دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ تقویٰ کی پیداوار کا یہی ڈھنگ آج مقبول ہے' لیکن ظاہر ہے کہ جو توقعات ایک فطری درخت سے پوری ہوتی ہیں وہ اس قسم کے مصنوعی درختوں سے تو کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔